جماعت احمدیہ مالمو سے اظہار ناراضگی

تقویٰ یا حکمت کی کمی دونوں ہی فتنہ کا سبب بنتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴/اکتوبر ۱۹۹۱ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

میں کئی مرتبہ پہلے بھی جماعت کو توجہ دلا چکا ہوں کہ تقویٰ اور عقل کا آپس میں بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ یہ درست ہے کہ اگر کسی انسان کو عقلی صلاحیتیں ہی عطا نہ ہوئی ہوں تو محض اس کا تقویٰ عقل کے سارے تقاضے پورے نہیں کرسکتا لیکن تقویٰ کے بغیر انسان بالکل اندھا ہو جاتا ہے اور بھر پور عقل بھی کوئی کام نہیں کرتی لیکن عقل کی کمی کو بہت حد تک تقویٰ دور کر دیا کرتا ہے اور بڑی ٹھوکروں سے انسان کو بچالیتا ہے۔ بعض فتنے ایسے ہیں یا ہو سکتے ہیں جن کے متعلق یہ کہنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ فتنے تقویٰ کی کمی سے پیدا ہوئے یا عقل کی کمی سے۔ دونوں صورتیں اپنے طور پر یکساں صادق آسکتی ہیں اور یہ مطالعہ بھی اس لحاظ سے بہت عبرت آموز ہے اور بہت پر حکمت بھی ہے کہ انسان جب ان فتنوں کی کنہہ پر غور کرتا ہے، ان کی عادات اور ان کے اسلوب پر غور کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بعینہٖ وہی باتیں کلیۃً عقل کی کمی سے بھی پیدا ہو سکتی ہیں اور تقویٰ کی کمی سے بھی پیدا ہو سکتی ہیں اور ایک ہی فتنے کو تقویٰ کے بحران کا فتنہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور عقل کے بحران کا فتنہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس کی ایک تازہ مثال مالمو کے فتنے سے ہے جو کچھ عرصہ پہلے یعنی تقریباً گزشتہ دو سال سے وہاں نشوونما پاتا رہا ہے لیکن مقامی امیر نے بھی اور ملک کے امیر نے بھی اسے میری نظروں سے

اوجھل رکھا اور دونوں کا عذر یہ ہے کہ ہم سے بے وقوفی ہوئی ہے۔اب میرا کام یہ تو نہیں کہ نیتوں کی کنہہ میں اتر کر ان کی جڑوں تک پہنچوں اور بتاؤں کہ بے وقوفی نہیں تھی یہ تقویٰ کی بیماری ہے کہیں نہ کہیں اس جڑ کو کوئی بیماری لگی ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں تم سے ایسی ظالمانہ حرکت سرزد ہوئی۔لیکن اللہ بہتر جانتا ہے۔میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ عقل کی کمی کی وجہ سے بھی اگر ایک فتنہ پیدا ہوتا ہے تو جہاں تک مومن کا کام ہے فتنے سے جماعت کو بچانا اس کا فرض ہے اور اگر فتنہ عقل میں پیدا ہو چکا ہو اور یہ بھی احساس نہ رہا ہو کہ اس فتنے سے بچانا ہمارا فرض ہے تو وہاں جا کر مکمل طور پر بحران کی شکل پیدا ہو جاتی ہے۔

اب میں نیتوں کا واقف نہیں ہوں لیکن خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ جماعت کو ہر فتنے سے متنبہ بھی کروں اور اگر وہ پیدا ہو چکا ہو تو اس سے بچانے کی کوشش کروں۔اس لئے مجھے اس سے بحث نہیں کہ وہ عقل کے بحران کا فتنہ ہے یا تقویٰ کے بحران کا فتنہ ہے جو بھی فتنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی طور پر قائم کردہ مقدس نظام پر حملہ آور ہوگا۔میں اس سے قطع نظر کہ وہ کس بحران کا فتنہ ہے،اس کا سرشدت سے کچلنے کی کوشش کروں گا اور اس معاملہ میں ایک ذرہ بھی رحم میرے دل میں پیدا ہونا گناہ عظیم ہوگا کیونکہ انسانوں کی غلطیوں پر انسانوں پر رحم کیا تو جاتا ہے لیکن نظام جماعت کو فنا کرنے کی کوشش اور برباد کرنے کی کوشش خواہ وہ بے وقوفی سے سرزد ہوئی ہے یا کسی اور وجہ سے اس کے متعلق اس کوشش کو کچلنے میں ہرگز رحم سے کام نہیں لیا جاتا نہ لیا جاسکتا ہے، نہ خدا مجھے اس کی اجازت دیتا ہے۔میں نے ان لوگوں کو سمجھانے کی بہت کوشش کی اور جب پوری طرح اپنا سر کھپا بیٹھا اور پھر بھی ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی سوائے ایک دو اشخاص کے اور ان کو یہ سمجھ ہی نہیں آرہی کہ ہم سے غلطی کیا ہوئی ہے۔جب یہی نہ پتہ چلے کہ غلطی کیا ہوئی ہے تو اب اس کی یہی صورت ہے کہ ساری دنیا کی جماعت کے سامنے بتاؤں کہ یہ غلطی ہے۔آئندہ کوئی بھی اپنی بے وقوفی یا کم عقلی کا عذر رکھ کر ایسی باتوں کا وہم بھی دماغ میں نہ لائے ورنہ نظام سلسلہ کو یہ باتیں نہ صرف آج تباہ کرنے والی ہوں گی بلکہ دور تک صدیوں تک اس کے بداثرات ایسے جراثیم کی طرح چمٹ جائیں گے کہ پھر جماعت کے مقدس مالی نظام کی صحت کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکے گی۔

ساری دنیا کی جماعتیں جانتی ہیں کہ چندہ دینے والا ہمیشہ محض اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھ کر چندہ دیتا ہے۔ نہ اس کا کوئی ذاتی مفاد اس کے پیش نظر ہوتا ہے نہ اس جماعت کا مفاد اس کے پیش نظر ہوتا ہے جس جماعت کا وہ ممبر ہے۔ آج اس جماعت کا ممبر ہے کل کسی اور جماعت کا ہو جائے گا اور چندہ دیتے وقت اس کے واہمہ میں بھی یہ بات نہیں گزرتی کہ جو چندہ میں اس جماعت کے فرد کے طور پر دے رہا ہوں بعد میں میری جماعت کو اس چندے میں سے کتنا حصہ ملے گا اور کتنے فوائد اس کو پہنچیں گے۔ یہ عالمی نظام یعنی جماعت احمدیہ کا مقدس مالی نظام جو خالصۃً للہ ہے اور جب تک خالصۃً للہ رہے گا مقدس رہے گا ۱۲۶ ممالک میں پھیل چکا ہے اور آج تک میرے علم میں کسی طرف سے ایسی آواز پہلے نہیں آئی تھی کہ جماعت کراچی اتنا چندہ ادا کرتی ہے اس لئے جماعت ربوہ کے اوپر اتنا خرچ نہ کیا جائے بلکہ اتنا جماعت کراچی پر خرچ ہونا چاہئے، جماعت لاہور اتنا ادا کرتی ہے، پنڈی بھٹیاں اتنا ادا کرتی ہے، پنڈی بھٹیاں کو کیوں ایک مبلغ دے دیا گیا اس کی آمد اتنی ہے کہ چند دن کی تنخواہ کی بھی متحمل نہیں ہوسکتی۔ فلاں ضلع میں کیوں اتنا خرچ کر دیا گیا۔ فلاں کام پر اتنا خرچ کیوں کر دیا گیا؟ ایسے شیطانی وساوس آج تک میرے علم میں نہیں آئے حالانکہ وقف جدید کا بھی مجھے وسیع تجربہ ہے۔ دوسرے سلسلہ کے کاموں میں بھی ہر قسم کی ادنیٰ خدمات پر میں مامور رہا ہوں اور کبھی آج تک یہ واقعہ میرے علم میں نہیں آیا کہ یہ فتنے اٹھائے گئے ہوں کہ فلاں علاقہ کی آمد اتنی ہے۔ فلاں شہر کی آمد اتنی ہے اس لئے ان پر اتنا خرچ کیا جائے۔ ہاں نظام جماعت نے ازخود بعض معمولی روزمرہ کے اخراجات کے لئے حصے مقرر فرما رکھے ہیں اور مجلس شوریٰ نے ان کی تعیین کر دی ہے کہ اگر ایک جماعت اتنی رقم ادا کرتی ہے تو اس کے روزمرہ کے شہری اخراجات یا دیہاتی اخراجات چلانے کے لئے اتنا خرچ اس کو مل جانا چاہئے۔ اسے مرکزی گرانٹ کہا جاتا ہے۔ باقی سب کے متعلق جماعت کی مجلس شوریٰ غور کرتی ہے اور قطع نظر اس سے کہ پیسہ کہاں سے آیا تھا اس بات پر غور کرتی ہے کہ کہاں خرچ ہونا چاہئے اور سلسلے کے اعلیٰ مفادات کا تقاضا کیا ہے؟ اسے کیسے خرچ کیا جائے اور یہ بحث کبھی نہیں اٹھائی گئی کہ فلاں جماعت کے بجٹ کے لئے چونکہ اس کے چندے زیادہ ہیں اس لئے ان کو سپیشل نمائندگی اس غرض سے دی جائے کہ وہ دیکھیں کہ ان کے مفادات کی حفاظت ہو رہی ہے کہ نہیں۔ اس قسم کی باتیں پہلی دفعہ جب میں یورپ کے دورے سے واپس آیا ہوں تو مجھے ایک رات

اس طرح ملیں جیسے دل پر بجلی گرتی ہو اور تعجب اس لئے تھا کہ اس سے پہلے میں فتنوں کے خلاف ہی خطبات دے رہا تھا۔ جرمنی میں خطبہ دیا، اس سے پہلے ہالینڈ میں دیا تھا، یہاں دیا تھا بعد میں ناروے خطبہ دیا اور ان میں سے بہت سے لوگ جو اس فتنے میں ملوث ہیں وہ ساتھ ساتھ پھر رہے تھے اور بڑے اخلاص کا اظہار ہو رہا تھا کہ اب ہمیں خوب باتیں سمجھ آ رہی ہیں لیکن تقویٰ کا بحران کہہ دیں یا عقل کا، یہ ایسا خطرناک بحران تھا کہ ادھر میں یہاں واپس پہنچا ہوں اور ادھر امیر صاحب سویڈن کی طرف سے مجھے یہ فیکس ملی ہے کہ آپ کے جانے کے فوراً بعد امیر صاحب مالمو نے مجلس عاملہ کی ایک میٹنگ بلائی اس میں جو باتیں پیش ہوئی ہیں وہ کچھ اس قسم کی ہیں۔

جماعت سویڈن کا بجٹ ۴ لاکھ کے قریب ہے جبکہ مالمو کی جماعت کو مبلغ مالمو کے اخراجات شامل کر کے بھی ایک لاکھ سے کم رقم ملتی ہے، مالمو کی جماعت کی ضروریات کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا۔ ان کا ایک مطالبہ تو یہ ہے کہ سال کے شروع میں بجٹ کا سارا حصہ مالمو منتقل کر دیا جائے، فنانس کمیٹی میں مالمو کی متناسب نمائندگی ہو۔ نیشنل مجلس عاملہ میں مالمو کی مناسب نمائندگی ہو۔ جب اس قسم کی باتیں ملیں تو میں نے فوری طور پر پتہ کروایا کہ یہ کیا تماشہ ہو رہا ہے اور بہت سی ایسی باتیں تھیں جو میں آگے بیان کروں گا جن سے پتہ چلتا تھا کہ کسی مقام کی مجلس عاملہ کا ان باتوں سے تعلق ہی کوئی نہیں اور پھر جب اس کے متعلق جواب طلبی کی گئی کہ تم مقامی امیر ہو یہ کیسی لغو باتیں تمہارے زیر صدارت ہو رہی ہیں؟ کیوں تم نے فوری طور پر ان کو نہیں کہا کہ ایسی بے ہودہ باتیں میں نہیں ہونے دوں گا اور مجلس عاملہ کو برخاست کرتا ہوں اور وہ رپورٹ آگے کیوں نہیں بھجوائی؟ تو جواب یہ ملا کہ یہ تو ان کی بڑی پرانی عادت ہے۔ میں تو ان کو روکتا رہتا ہوں اور یہ مانتے ہی نہیں۔ جب یہ بات سنی تو میں تو اور حیران رہ گیا کہ یہ کیا قصہ ہو رہا ہے؟ جب امیر سویڈن کی جواب طلبی کی گئی تو انہوں نے پھر وہ فہرستیں بھجوانی شروع کیں کہ فلاں مجلس عاملہ میں یہ بات ہوئی تھی، فلاں میں یہ بات ہوئی تھی،۔ فلاں میں یہ بات ہوئی تھی اور اس کے اوپر دونوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی نے مجھے اطلاع نہیں دی کہ یہ فتنے پیدا ہو رہے ہیں جو جماعت کے عالمی نظام کے تقدس کے خلاف ہیں، اس مقدس پانی کو گدلا کرنے والے ہیں۔ اگر ایک جگہ، ایک ملک میں، کسی ایک شہر میں نعوذ باللہ جماعت کی روایات کو ایسے گدلا کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر جماعت کے مقدس نظام کی حفاظت کی کبھی کوئی ضمانت نہیں رہے گی

اور اس کی سنجیدگی کچھ سمجھ ہی نہیں آرہی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

اب میں آپ کے سامنے متفرق امور جو بعد میں اکٹھے کئے گئے ہیں۔لمبی بحث وتمحیص کے بعد کہ یہ بھی بتاؤ، وہ بھی بتاؤ قریباً دو ہفتے کی محنت کے بعد ان کے مطالبات کا آخری خلاصہ یہ نکلتا ہے۔

۱۔ایک یا دو نمائندے نیشنل عاملہ میں ہوں جو نیشنل مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کر کے مالمو کی ترقی اور مسائل اور مالی امور پر بحث کر سکیں۔

۲۔مجلس عاملہ مالمو میں نیشنل مجلس عاملہ کی تشکیل پر بحث ہوئی۔تمام اراکین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ آئندہ جماعت سویڈن کی مجلس عاملہ تشکیل دی جائے۔

یعنی مجلس عاملہ موجود ہے۔وہ ان کے نزدیک مجلس عاملہ ہی نہیں ہے کیونکہ جس طرح یہ چاہتے ہیں اس طرح تشکیل نہیں ہوئی۔کہتے ہیں آئندہ نیشنل مجلس عاملہ تشکیل دی جائے جس میں تعداد کے اعتبار سے نمائندگی ہو تا کہ گوٹن برگ اور مالمو کی برابر نمائندگی ہو سکے گویا دنیا کے ہر ملک میں یہ فتنہ کا دروازہ کھل جائے کہ ہر مرکزی مجلس عاملہ جس کا تقرر مجلس شوریٰ کی سفارش پر خلیفہ وقت کی منظوری سے ہوتا ہے اس میں ایک نئی بحث یہ اٹھے کہ فلاں فلاں ریجن کے اتنے آدمی ہوں۔فلاں فلاں ریجن کے اتنے آدمی ہوں اور بعض ملک اتنے بڑے بڑے ہیں جن کے اوپر یہ اصول عملاً اطلاق پا ہی نہیں سکتا یعنی امریکہ میں لاس انجلیز اور سان فرانسسکو اور ڈیٹرائیٹ وغیرہ سب کی مجلس عاملہ مرکزیہ میں متناسب نمائندگی رکھی جائے تو نہ وہ مجلس کبھی اکٹھی ہو نہ کبھی جماعت کے مسائل حل ہو سکیں اور یہ صرف اتنی بات نہیں ہے۔ان لوگوں کی عقل میں یہ بات نہیں پڑ رہی کہ یہ مذہبی جماعت ہے کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے،کوئی علاقائی جماعت نہیں ہے کہ جہاں سندھ اور پنجاب کے سوال اٹھ کھڑے ہوں یہ ایسا خوفناک فتنہ نظام جماعت میں داخل کرنے والی بات ہے جو صرف مالی نظام کو نہیں بلکہ جماعت کے عام روزمرہ کے کام کے ڈھانچے کو تباہ کرنے والا ہے یہاں تو تقویٰ پر بحث چلتی ہے جتنے بجٹ بنتے ہیں اس میں کبھی کسی نے اس نیت سے نہیں سوچا کہ میں کہاں سے آیا ہوں مجلس شوریٰ کے سب ممبر ہوتے ہیں۔جہاں جہاں مشن ہیں وہاں ان کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہاں وہ ابتدائی بجٹ تجویز کریں اور اسی طرح مالمو کے بجٹ بھی بنے تھے۔وہ تجویز مجلس شوریٰ میں پیش ہوتی ہے۔مجلس شوریٰ غور کے بعد سفارشات کرتی ہے نہ کہ فیصلے۔ان سفارشات پر مرکز میں غور ہوتا ہے۔پھر اس

کے بعد وہ ساری سفارشات میرے سامنے پیش کی جاتی ہیں میں ان کی گہری چھان بین کرتا ہوں کہ کہیں کسی سے کوئی زیادتی نہ ہوگئی ہو یا سقم نہ رہ گیا ہو اور قطع نظر اس کے کہ کس نے کیا دیا ہے ہمیشہ اس بات پر فیصلہ ہوتا ہے کہ کس کو کیا ضرورت ہے اور جماعت کا روپیہ سلسلے کی ضروریات کے لئے کس طرح بہترین رنگ میں خرچ ہوسکتا ہے؟ اس رنگ میں یہ فیصلے ہورہے ہوتے ہیں اور اس سارے نظام کو درہم برہم کرنے کے لئے دو سال سے مسلسل سازشیں چل رہی ہیں اور اس کی مجھے اطلاع ہی کوئی نہیں دی جارہی۔

۳۔ برابر نمائندگی کا حق یعنی علاقائی نمائندگی برابر ملے۔

۴۔ پھر مالمو مشن کے متعلق بحث ہوئی کہ اس مشن پر جتنا خرچ ہونا چاہئے اتنا خرچ نہیں ہورہا یہاں تک کہ بالآخر مجلس عاملہ مالمو نے یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ جماعت مالمو نے کوئی رقم مالمو مشن کے لئے جمع کی تھی وہ مالمو کو واپس ملنی چاہئے۔

باقی امور کی طرف آنے سے پہلے میں اس کا قضیہ تو چکا جاؤں۔ مالمو مشن جب خریدا گیا ہے تو مالمو کی جماعت نے ایک لاکھ ۶ ہزار ۸۵۰ کرونر چندہ پیش کیا تھا۔ نام بنام سب کی فہرست میں نے منگوالی ہے اور دیکھ لیا ہے۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کے متعلق ابھی بھی میرا دل یقین نہیں کرسکتا کہ تقویٰ کی کوئی بھی کمی ہوگی کیونکہ دیر سے میں جانتا ہوں لیکن عقل کی کمی کے متعلق کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اگر عقل کی اتنی کمی ہوجائے کہ عملاً نتیجہ تقویٰ کی کمی پر منتج ہو تو انسان بالکل بے اختیار ہوجاتا ہے اور ایسے شخص کو بھی لازماً زیر تعزیر لانا پڑتا ہے۔ ۳ لاکھ ۶۵ ہزار میں یہ مشن خریدا گیا تھا جس کے اوپر مرمتوں وغیرہ پر مزید اخراجات بھی ہوتے رہے۔ اس میں سے ایک لاکھ ۶ ہزار ۸۵۰ اس جماعت کے افراد نے دیا تھا اور آج اتنے سال کے بعد یہ مطالبہ ہے کہ جو ہم نے اس مشن میں چندہ دیا تھا ہمیں واپس کیا جائے۔ میں نے عام دستور سے ہٹ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کی ایک ایک پائی ہر اس شخص کو واپس کی جائے جس نے یہ چندہ دیا تھا اور یہ فیصلہ کہ آئندہ کبھی ان لوگوں سے چندہ وصول کرنا ہے کہ نہیں، یہ بعد میں کیا جائے گا مشن جاری رہے نہ رہے اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں لیکن اس مشن میں کوئی ناپاک آنہ بھی داخل نہیں ہوگا جس کے متعلق خدا کے حضور پیش کرنے کا ادعا کر کے بعد میں کوئی مطالبہ کرے کہ یہ ہمیں واپس کیا جائے۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے تو اپنے غلاموں کی

ایسی پاکیزہ تربیت فرمائی ہے کہ یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو تحفہ دے دے اور پھر اس سے واپس مانگے تو یہ ایسی ہی بات ہے جیسے قے الٹ کر پھر اسے خود نگل جائے اور چاٹ جائے (مسلم باب) یہ مثال بہت ہی عظیم مثال ہے کیونکہ عقل سے عاری جانور جن کو پتہ نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں وہ بعض دفعہ ایسا کیا کرتے ہیں۔ گندی غلیظ قے کی ہے اور پھر اس کے بعد اس کو چاٹ گئے۔ اب تحفے سے ایسا سلوک کرنا کہ گویا وہ واپس مانگا جاسکتا ہے اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ پاک تھا ہی نہیں۔ یہ وہ مصلحت ہے جو میں آپ کو سمجھانی چاہتا ہوں جب میں نے کہا یہ گندہ پیسہ اس میں نہیں آئے گا تو کوئی غصے کا فتویٰ نہیں ہے بلکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ جو تمام حکمتوں کا سرچشمہ تھے ان کی ایک بہت ہی عظیم گہری نصیحت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ جب آپ نے ایک عام انسان کے متعلق یہ فرمایا کہ جب تم اس کو تحفہ دیتے ہو اور پھر واپس لینے کا سوچتے ہو تو ایسی بات ہے جیسے قے کر کے اسے واپس لو تو وہ تحفہ تحفہ تھا ہی نہیں وہ ایک گندگی تھی جو کسی کی طرف بھیجی گئی تھی اور تم نے عملاً اس گندگی کو خود چاٹ لیا۔ تو اگر انسانوں سے معاملات میں ایسی اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے تو خدا کے معاملے میں تو بے انتہاء احتیاط کی ضرورت ہے۔ تبھی خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ تمہارے تحفوں میں سے کچھ بھی خدا کو نہیں پہنچتا۔ پاک اور پُر خلوص نیتیں، طیبات پہنچتے ہیں جن کا تقویٰ کے اعلیٰ مضامین سے تعلق ہے۔ دل کی خاص کیفیات سے تعلق ہے جو تقویٰ کے نتیجہ میں لہر در لہر پیدا ہوتی ہیں اور مالی قربانی میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ وہ چیزیں ہیں جو خدا کو پہنچتی ہیں تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چیز کو قے قرار دے دیں تو میں کون ہوں کہ اسے مقدس مال سمجھ کے سلسلے کے مال میں شامل رکھوں اس لئے یہ قے جو ہے یہ تو واپس ہوگی اور میں نے اعلان کر دیا ہے کہ اس معاملہ میں کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔ یہ روپیہ ان کو واپس کیا جائے گا مشن جماعت کا ہے اس سے یہ لوگ استفادہ بہرحال کریں گے جب تک وہ مشن قائم رہے گا۔

۴۔ آگے ایک مطالبہ ہے، سابقہ سالوں میں مالمو کے لئے جو بجٹ ہوتا تھا وہ چونکہ مالمو کو نہیں دیا گیا وہ اب واپس مالمو کو ملنا چاہئے۔

اب وہ کونسا بجٹ ہوتا تھا جو مالمو کو نہیں دیا گیا۔ یہ ایک ایسی فرضی بات ہے جس کا کوئی وجود ہی نہیں۔ یہ فتنہ دو سال سے شروع ہوا ہے جب سے ایک خاص انسان وہاں امیر کے طور پر مقرر ہوا

ہے۔اس سے پہلے کبھی یہ آواز نہیں اٹھی تھی لیکن آگے جا کر میں اس معاملے پر مزید روشنی ڈالوں گا۔ سوال صرف یہ ہے کہ وہ کونسا بجٹ تھا؟ واقعۃً جب میں نے تحقیق کرائی تو جتنے اخراجات مالمو کے اٹھتے آئے ہیں وہ ہیڈ کوارٹر یعنی گوٹن برگ میں جو مرکز قائم ہے اس کی طرف سے ادا ہوتے رہے ہیں کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی کہ انہوں نے کوئی جائز خرچ کیا ہو، بجٹ کے اندر خرچ کیا ہو جوان کو ادا نہ کیا گیا ہو اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ اپنی مالی قربانی میں باقیوں سے بہت بڑھ کر ہیں اور ان پر کم خرچ ہو رہا ہے اس کے متعلق میں آگے جا کر بات کرتا ہوں۔

۵۔ پھر یہ بے باکی میں یہاں تک آگے بڑھے ہیں کہ وہ ذیلی تنظیمیں جن کا مجلس عاملہ مالمو سے کیا مجلس عاملہ سویڈن سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ کی مجالس اپنے الگ بجٹ بناتی ہیں ان کی الگ مجلس شوریٰ ہوتی ہے۔ان کے معاملات نیشنل مجلس عاملہ میں زیر بحث آ ہی نہیں سکتے۔ اگر کوئی شکایت پیدا ہوتی ہے تو امیر کے تابع ہیں۔امیر کا کام ہے کہ مجھے بتائے کیا خطرناک باتیں ہو رہی ہیں اور کیا نہیں ہو رہیں اور بالعموم جہاں تک میرا علم ہے کہ خدا کے فضل سے دنیا بھر میں بڑی عمدگی کے ساتھ یہ نظام جاری ہے۔ جب یہ بات آگے بڑھنی شروع ہو جائے تو پھر منہ کھلتے چلے جاتے ہیں۔

۶۔ 14/01/90 کے اجلاس میں ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ ذیلی تنظیموں کے چندہ کا لوکل حصہ ان کو ملنا چاہئے اب مجلس عاملہ مالمو سے اس کا کیا تعلق ہے۔ یہ اعتراض بنایا گیا کہ میں جب دورے پر گیا ہوں تو میں نے ان کے ساتھ مل کر اجتماعی کھانا نہیں کھایا اور اس پر حملے کا نشانہ ملک کے امیر کو بنا دیا گیا اور یہ بحث مجلس عاملہ میں ہوئی کہ گویا میں تو تیار بیٹھا تھا۔ ملک کے امیر نے عمداً اس رنگ میں غلط طور پر ان کی درخواست پیش کی کہ میں اس کو رد کرنے پر مجبور ہو گیا یعنی دماغ کا ایسا Twist ہے ایسا ٹیڑھا پن ہے کہ آدمی کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ نہ امیر سے پوچھا کہ آپ نے کیا پیش کیا تھا کیوں رد ہوا۔ نہ مجھ سے پوچھا میں وہاں گیا ہوں اور بات نہیں کی اور جب سب واقعات گزر گئے تو وہاں آخری مجلس عاملہ میں یہ بحث اٹھا دی کہ دیکھو امیر تمہارا کیسا دشمن ہے کہ وہاں تو دعوت ہوئی لیکن یہاں نہیں ہوئی۔

واقعہ یہ ہے کہ جب امیر صاحب نے مجھ سے درخواست کی دونوں جگہ کے لئے مالمو اور

گوٹن برگ کے لئے تو میں نے ان کو بتایا کہ آپ کچھ عقل سے کام لیں۔ میرا دورہ اتنا مصروف ہے کہ صبح سے رات تک میں چکر میں ہوں اور چند منٹ نہیں ملتے سکون سے الگ بیٹھنے کے۔ آپ کے ساتھ جماعتی خدمت کے جتنے کام ہیں میں حاضر ہوں۔ سوال و جواب میں مجھے بٹھائیں۔ ملاقاتیں کروائیں سب کچھ کے لئے حاضر ہوں لیکن چند منٹ گھر میں الگ بیٹھنے دیں تا کہ تھوڑا سا سکون ملے دوسرے دن پھر صبح صبح سفر کرنا ہے تو اس پر انہوں نے بات تسلیم کر لی اور اس وجہ سے میں نے معذرت کی۔ جب میں مالمو پہنچا ہوں تو صبح ۹ بجے سے سفر شروع کیا ہوا ۴ بجے ہم وہاں پہنچے ہیں اور چونکہ ایسی غلط فہمی ہو گئی تھی کہ ہمیں مشن کا کوئی پتہ نہیں لگ رہا تھا کہ کدھر ہے اور اس طرح ہمیں دیر ہوگئی۔ جاتے ہی بغیر کسی اور آرام یا وقت کے ضیاع کے نماز کے لئے واپس آیا ہوں، نماز کے معاً بعد ان سے ملاقاتیں کی ہیں جتنی ملاقاتیں انہوں نے رکھی تھیں سوائے ایک کے جس سے میں جماعتی طور پر ناراض تھا اور ملنا نہیں چاہتا تھا۔ باقی سب سے ملاقات کی۔ پھر مجلس سوال و جواب کیلئے نیچے آیا۔ پھر خواتین کو ان کی مجلس سوال و جواب کا الگ وقت دیا اور جب تک یہ سارا سلسلہ ختم نہیں ہو گیا اس وقت تک میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا پھر نمازیں پڑھیں اور پھر میں اوپر آیا ہوں۔ اس پر اعتراض یہ کہ مل کر کھانا نہیں کھایا اور اس کے لئے مجھے تو براہ راست کوس نہیں سکتے تھے اسی کو فتنے کا بہانہ بنالیا۔ کہ امیر نے ایسا کیا ہوگا اور نہ وہاں مجھ سے پوچھا نہ بعد میں امیر سے پوچھا۔ یہ ٹیڑھی سوچ ایک دن کی سوچ نہیں ہے یہ لمبے عرصے سے پلتی چلی آرہی ہے۔ جب میں نے تحقیق کی اور پوری طرح چھان بین کی تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ ایک تو حد سے زیادہ دونوں اشخاص کی عقل کا بحران ہے اگر اور کچھ نہیں تو ان فتنوں پر بیٹھے ہوتے ہیں اور مطلع نہیں کر رہے۔ پتا ہے کہ جماعت کے عالمی نظام کے تقدس کے خلاف باتیں ہیں۔ سلسلے کی ساری مالی روایات میں کبھی ایسی فتنے نہیں ہوئے نہ کبھی مجالس عاملہ کو اس رنگ میں تشکیل دیا گیا ہے کہ کسی ریجن کی کتنی نمائندگی ہوتی ہے لیکن بڑے آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ کوئی واقعہ ہی نہیں ہو رہا جب پوچھا گیا کہ کیوں جناب! آپ جو مقامی امیر صاحب ہیں آپ کی آنکھوں کے نیچے یہ باتیں ہو رہی ہیں آپ کس مرض کی دوا تھے تو جواب دیا گیا کہ میں تو اس معاملہ کو آگے امیر صاحب کے سپرد کر دیا کرتا تھا اور کہا تھا آپ جانیں اور یہ لوگ جانیں۔ آئیں اور ان کو سمجھائیں حیرت انگیز بات ہے۔ یہ تو بالکل ویسی بات لگتی ہے جیسے بعض دفعہ سیاسی طور

پر بعض صوبوں کے وزراء اعلیٰ مرکز سے صوبے کو ٹکرانے کی خاطر ان کی تائید میں باتیں کرتے ہیں۔ ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، فتنے پیدا ہو جاتے ہیں اور بعد میں وہ مرکز سے کہتے ہیں کہ آؤ جی! ان سے نپٹو۔ یہ ان کے جائز اعتراضات ہیں یا شکایات ہیں ان کو آکر سمجھاؤ ہم تو بیچ میں ایک طرف بیٹھے ہیں۔ ایک طرف بیٹھنے کا مطلب کیا ہے۔ جس شخص کی جماعت میں لمبی تربیت ہوئی ہو جس کو نظام جماعت کا بھی تجربہ ہو، لمبا عرصہ سلسلہ نے اس پر محنت کی ہو اس کو اتنا نہیں پتا کہ جماعت کا مالی نظام ہے کیا اور جماعت کا مجلس شوریٰ کا کیا نظام ہے اور جماعت کا تنظیمی ڈھانچہ کیا ہے۔ کس طرح یہ باتیں چلتی ہیں اور لاعلمی کا عذر تو قابل قبول ہی نہیں کیونکہ اتنی بار خطبات میں میں ان باتوں پر روشنی ڈال چکا ہوں کہ لاعلمی سے مراد سوائے اس کے کہ جہالت ہو اور کچھ نہیں کہا جا سکتا اور جہالت کا معنی کیا ہے وہ میں آگے جا کر مزید آپ کے سامنے کھولتا ہوں۔ ان معاملات میں لاعلمی کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہو سکتا کیونکہ جس چیز سے کھیلا جارہا ہے اس کی حرمت میرے نزدیک بہت بڑی ہے اور میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ جماعت کے مقدس عالمی نظام کو کسی طرح بھی آنچ پہنچنے دوں۔ عالمی نظام خواہ مالی ہو یا انتظامی ہو۔ دونوں جگہ مقدس ہے اور کسی حماقت کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ ان معاملوں میں فتنے برپا کرے۔

اب صورت حال یہ بنتی تھی کہ مالمو کے متعلق دو سال سے ایک کیس Build ہو رہا ہے اور یہ اثر ڈالا کہ ساری جماعت اس میں شامل ہے، ساری مجلس عاملہ شامل ہے کیونکہ ان کی تائید کی ہوائیں ہیں۔ آواز یہ اٹھ رہی ہے کہ آپ کی خاطر، آپ کے حقوق کی خاطر یہ باتیں ہو رہی ہیں اور مجھ سے اس بات کو مخفی رکھا جارہا ہے حالانکہ یہ سارے جانتے ہیں اور بار بار میں بتا چکا ہوں کہ اگر کسی جگہ کسی احمدی کے دل میں خواہ وہ مجلس عاملہ کا ممبر ہے یا نہیں، عہدیدار ہے یا نہیں، سلسلے کا مالی نظام یا کسی اور معاملہ میں کوئی شکایت ہو تو اس کا حق ہے اور بعض جگہ فرض بن جاتا ہے کہ وہ بلا تاخیر مجھے اس کی اطلاع کرے لیکن طریق کار یہ ہے کہ دستور کے مطابق جو چینل بنی ہوئی ہے جو رستہ بنا ہوا ہے وہ اس کو اختیار کرے۔ مثلاً اگر مقامی امیر کے خلاف شکایت ہے تو مقامی امیر کی وساطت سے اطلاع آنی چاہئے اور اگر کسی عہدیدار کے خلاف شکایت ہے تو اس کی وساطت سے آنی چاہئے، اگر مرکزی امیر سے شکایت ہو تو اس کی وساطت سے آنی چاہئے لیکن ساتھ ہی بار بار میں یہ بات کھول چکا ہوں کہ

اگر آپ کو گھبراہٹ ہو، یہ وہم ہو کہ آپ کی شکایت پر کوئی بیٹھ رہے گا تو اس کی نقل براہ راست مجھے بھجوا دیجئے۔ نقل بھجوانے میں کوئی حرج نہیں۔ پھر میں دیکھوں گا کہ کس حد تک زیادتی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی اور جماعت کا جو مالی نظام ہے یہ تو ایسا ٹھوس اور مضبوط اور سقم سے پاک نظام ہے کہ کبھی کسی افریقن ایشیائی ملک میں ایسا فتنہ نہیں پیدا ہوا۔ یورپ میں اس ملک کے سوا کہیں یہ فتنہ پیدا نہیں ہوا جماعت جرمنی بھی ہے۔ بہت بڑے بجٹ ہیں ان کا بجٹ تو اس کا بیسواں حصہ بھی نہیں بنتا بلکہ اس سے بھی بہت کم ہوگا لیکن بڑی بڑی جماعتیں مختلف جگہ اکٹھے گچھوں کی صورت میں موجود ہیں۔ فرینکفرٹ میں مرکز ہے اور ہمبرگ میں جماعتوں کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے جس طرح ستاروں کا جھرمٹ ہوتا ہے اسی طرح وہاں اکٹھی ہوئی ہوئی جماعتیں ہیں۔ اسی طرح ساؤتھ میں ہائیڈل برگ اور اس سے نیچے میونخ کی طرف یہاں بھی کئی جگہ جماعتوں کے گچھے ہیں کبھی کسی فرد جماعت نے یا جماعت نے یہ نہیں کہا کہ جی! فرینکفرٹ پر خرچ ہو رہا ہے اور ہماری متناسب نمائندگی ہونی چاہئے اور ہمیں اس کے حقوق ملنے چاہئیں۔

ایک اور فرق جو جرمنی کی جماعت اور اس جماعت میں ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے جرمنی کی جماعت کے ساتھ ناراضگی کا اظہار کیا تو ساری جماعت نے بلا استثناء فوراً بات کو سمجھا اور ایک زبان ہو کر ان باتوں سے نہ صرف بیزاری کا اظہار کیا بلکہ کامل طور پر آئندہ اپنے خلوص، اپنی وفا اور امارت سے اپنی وابستگی کے متعلق مجھے یقین دلائے۔ یہاں تک کہ جن باپوں کے متعلق شکایت تھی ان کے بیٹے گھروں کو لوٹے تو انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے باپ ہیں لیکن جو خلیفہ وقت کہہ رہا ہے وہ بالکل سچی بات ہے آپ کا قصور ہے۔ بیویوں نے خاوندوں پر یہ بات واضح کر دی کہ آپ کے حقوق اپنی جگہ لیکن جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے آپ کی غلطی ہے تو آپ اس کو بھگتیں گے اور اس معاملے میں ہمیں اپنے ساتھ نہیں پائیں گے۔ ۱۵، ۲۰ ہزار کی جماعت ہے ایک واقعہ بھی نہیں ہوا کہ جس میں ادنیٰ سی بھی کجی پائی گئی ہو اور جب لوگ کہتے ہیں کہ تم جرمنی کی جماعت کی محبت کی باتیں کرتے ہیں تو کیوں نہ کروں جو مسیح موعودؑ کی جماعت سے محبت رکھتا ہے میں اس سے محبت کروں گا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اسلام اور مسیح موعودؑ کی مقدس جماعت سے پیار کرنے والا ہو میرے دل میں اس کی قدر نہ ہو لیکن اس جماعت کی بدنصیبی کہ ۱۵ دن سے سمجھا رہا ہوں اور بار بار یہ اصرار ہے کہ ہم سے تو

کچھ نہیں ہوا۔ آپ کیا کہتے ہیں بغاوت؟ بغاوت! کیسی بغاوت؟ اور حلفاً بیان آرہے ہیں امیر صاحب کے کہ میں حلفاً گواہی دیتا ہوں کہ آج تک مجلس عاملہ نے کبھی کوئی نظام سلسلہ کے خلاف باغیانہ بات نہیں کی اور آج ہر مجلس کے الگ الگ خط آرہے ہیں کہ ہم حلفاً اقرار کرتے ہیں کہ ہم سے باغیانہ باتیں ہوئی ہیں۔ جب سزا کا آخری قدم اٹھایا ہے تب ان کو ہوش آئی ہے تب ان کو سمجھ آنی شروع ہوئی ہے عجیب دماغی حالت ہے۔ پس فتنہ خواہ تقویٰ کے بحران کا ہو یا عقل کے بحران کا ہو عملاً ایک ہی چیز بن جاتا ہے۔

اسی لئے میں ہمیشہ زور دیا کرتا ہوں کہ عقل حقیقت میں تقویٰ کا دوسرا نام ہے سوائے اس کے کہ کسی کو ذہنی صلاحیتیں عطا نہ ہوئی ہوں۔ وہ الگ مسئلہ ہے لیکن اس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جانا چاہتا۔ میرے ذہن میں یہ بات خوب روشن ہے کہ ان دونوں کے اندرونی تعلقات کیا ہیں لیکن بیرونی نظر سے عمومی طور پر دیکھا جائے تو عقل اور تقویٰ ایک ہی چیز کے دونام قرار دیئے جاسکتے ہیں اور جہاں تک فتنوں کا تعلق ہے میں نے اس مضمون پر غور کیا تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر دل سے بے حد درود نکلے کہ کتنی گہری باتیں۔ کتنی دیرپا باتیں ہماری ہدایت کے لئے آپ بیان فرما گئے ہیں اور جب قرآن کریم کی روشنی میں ان کو حل کیا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ وہی اصول جو دنیاوی معاملات میں کارفرما ہیں وہی روحانی دنیا میں بھی اسی طرح کارفرما ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ **کاد الفقر ان یکون کفراً** (حوالہ حدیث) کہ دیکھو! میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں۔ ہرگز بعید نہیں ہے کہ غربت کفر میں تبدیل ہو جائے اب غربت سے کیا مراد ہے؟ دولت سے کیا مراد ہے؟ اگر مادی لحاظ سے دیکھا جائے تو دنیا کی غربت بھی کفر میں تبدیل ہو جایا کرتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اشتراکیت کے پیدا ہونے کے متعلق اس میں ایک بہت گہری پیشگوئی تھی۔ **کاد الفقر ان یکون کفراً** کا اطلاق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر تو نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہاں تو یہ عالم تھا کہ جتنا غریب تھا اتنا ہی زیادہ شیدائی، اتنا ہی زیادہ عاشق اور اصحاب الصفہ نے تو وہ روایات قائم کردی ہیں جو مذہب کے آسمان پر ہمیشہ چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح جڑی رہیں گی اور کوئی نہیں جو ان کے نور کو کم کرسکے۔ غریب سے غریب، ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی جس کو کچھ بھی استطاعت نہیں تھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ایسے ولولے رکھتا تھا کہ ایک

موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ نے تحریک فرمائی اور بعض ایسے ہی اصحاب الصفہ تھے جن کے پاس کچھ نہیں تھا انہوں نے کلہاڑے پکڑے یا عاریۃً لئے جنگل میں نکلے، لکڑیاں اکٹھی کیں اور واپس آ کر بیچیں جو کچھ ہاتھ آیا وہ خدمت دین میں پیش کر دیا۔ تو یہ بات ہمیشہ میرے پیش نظر رہی کہ لازماً اس میں کوئی پیشگوئی ہے ورنہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے غریبوں پر تو یہ اطلاق نہیں پا رہی اس زمانے کا جو فقر تھا وہ نور ایمان میں بدلا ہوا تھا اور کاد کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس کے اندر تنبیہ ہے جو مستقبل سے تعلق رکھتی ہے اور بعض احتمالات سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان غرباء میں کوئی کفر کی باتیں دیکھی تھیں۔ مراد یہ تھی کہ وہ غرباء جو محمد رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ نہ ہوں ان کے لئے خطرہ ہے جو نور نبوت کے نیچے نہیں پلتے ان کے لئے خطرہ ہے کہ ان کا فقر کفر میں تبدیل نہ ہو جائے۔ اور دوسرے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آئندہ کے زمانے کے متعلق یہ ایک بنیادی اصول بیان ہوا تھا کہ جو قومیں اپنے غریبوں کا فکر نہیں کرتیں ان کے غریبوں کی غربت بالآخر دہریت پر منتج ہو جایا کرتی ہے۔ پھر وہ خدا کے خلاف ہو جاتے ہیں، باغی ہو جاتے ہیں اور اشتراکیت کے عروج نے جو اس صدی کے آغاز میں شروع ہوا بعینہ وہ منظر پیش کیا ہے لیکن گزشتہ صدی میں اس کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں اور وہ بھی بعینہ اسی اصول پر کہ غربت کفر میں تبدیل ہو رہی تھی۔ پہلے غربت کے اثرات کے نتیجہ میں دہریت کا ایک فلسفہ وجود میں آیا ہے۔ پھر اس کے نتیجہ میں مارکس ازم، لینن ازم پیدا ہوئے ہیں۔

دوسری طرف جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرہ: ۲۷۰) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جو شخص بھی حکمت دیا جائے، جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے حکمت عطا کی جائے۔ اسے گویا خیر کثیر عطا ہو گئی یعنی اسے زر کثیر عطا کیا گیا، کثرت سے مال دے دیا گیا۔ تو حکمت کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں زر کثیر کے طور پر پیش کیا۔ گویا حکمت کی کمی غربت ہے اگر حکمت کثرت مال پر دلالت کرتی ہے۔ یہ بالکل ایک دوسرے کا برعکس ہیں اور بعینہ یہ مضمون دونوں جگہ صادق آتا ہے اگر حکمت مال ہے تو حکمت کی کمی غربت ہے اور حکمت کی کمی بھی لازماً کفر میں تبدیل ہو سکتی ہے اور ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو سمجھنے کے بعد اس محاورے کی

سمجھ آجاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کے زمانے کو جاہلیت کا زمانہ کہتے ہیں کفر کا زمانہ نہیں کہتے ۔ جاہلیت کے اندر ایک مخفی کفر ہے ۔ جاہلیت کفر میں اس وقت تبدیل ہوتی ہے جب دوٹوک حکم نازل ہو جاتا ہے کہ یہ کرنا ہے یا وہ کرنا ہے ۔ اس وقت جاہلیت کے اندر دبا ہوا کفر سر اٹھاتا ہے اور انکار کر دیتا ہے ۔ پس یہ بہت ہی عظیم اصطلاح ہے جو قرآن کریم نے استعمال فرمائی کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے سے پہلے کو جاہلیت کا زمانہ قرار دیا یعنی روحانی لحاظ سے انتہائی غربت کا زمانہ فقر اور فاقوں کا زمانہ اور وہی عقلی فقر تھا جو کفر میں تبدیل ہو گیا ۔

پس مجھے اس سے بحث نہیں ہے کہ یہ فتنے پیدا کہاں سے ہوئے تھے ۔ براہ راست تقویٰ کا قصور تھا یا عقل کا قصور تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل کر دیا ہے ۔ ہمیں یہ تو حق نہیں دیا کہ کسی کے دل میں اتر کر اس کی نیتوں پر حملہ کرو مگر یہ حق بھی دیا اور پہچان بھی دی کہ جہاں نیتوں کے نتائج بے وقوفی پر منتج ہوں ، سخت حماقتوں کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہوں وہاں تمہیں حق ہے کہ کہو کہ ان باتوں کا تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کفر کی باتیں ہیں ۔ پس جدھر چاہو کروٹ بدلو ۔ خواہ اپنے تقویٰ کی کمی کا قصور تسلیم کرو یا عقل کی کمی کا قصور تسلیم کرو ظلم بہت بڑھا ہوا ہے اور اب زبانی طور پر یا تحریری طور پر کہہ دینا جی ! ہم تو جاہلیت کی غلطیاں کرتے تھے معاف کر دینا ۔ یہ سرسری باتیں ہیں ۔ اس طرح یہ حل ہونے والی نہیں ہیں ۔ ان کے متعلق مزید تحقیق ہوگی اور معین فیصلے کئے جائیں گے لیکن یہ فیصلہ تو بہر حال کیا جا چکا ہے کہ جس نے اپنے چندے کو تے بنا دیا وہ تو اب خدا کی طرف واپس نہیں لوٹے گی ۔ وہ تو آپ کی جیبوں کو زیب دے گی اور سلسلے کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

تمام دنیا کی جماعتوں کو اس سے نصیحت پکڑنی چاہئے ۔ نظام جماعت میں کسی ناانصافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ جب ہر فرد کو یہ حق ہے اور بعض جگہ جیسا کہ میں نے بیان کیا فرض ہے کہ وہ خلیفہ وقت سے ہر وقت براہ راست تعلق قائم کر سکتا ہے اور لوگ جب اپنی ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں کرتے ہیں تو نظام جماعت میں کیوں مجھ پر رحم کرتے ہیں ۔ کسی کی بہو ناراض ہو گئی ، کسی کا بیٹا روٹھ گیا ، کسی کے بچے کو فلاں لت لگ گئی وہ اطلاعیں مجھے دینے میں سمجھتے ہیں میرا حرج کوئی نہیں ہے لیکن جب نظام جماعت میں رخنہ پیدا ہو رہا ہو تو کہتے ہیں ہم اس لئے نہیں بتا رہے تھے کہ آپ کو تکلیف نہ پہنچے ۔ یہ بھی نیت کا فتور ہے یا وہی کہنا چاہئے کہ یا نیت کا فتور ہے یا پھر عقل کا فتور ہے ۔ دونوں صورتوں میں

نتیجہ وہی نکلے گا کہ بات کفر کی بن جائے گی۔

اب میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ یہ صاحب جن کے دور میں یہ سب کچھ ہوا ہے بہت ہی ہوشیار آدمی ہیں۔ بڑی محنت کے ساتھ سلسلے کے کام بھی کئے۔ بچوں کو پڑھایا، بڑوں کے دل جیتے اوران کی تائید میں باتیں ہوتی رہیں اور مطالبے سارے ایسے ہیں جوان کو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری خاطر ہیں اورساتھ ہی مسلسل اپنا دامن بچاتے رہے کہ جی! میں نے تو یہ اطلاع امیر صاحب کو کردی ہے اورامیر صاحب بڑے تجربہ کار ہیں، وہ بڑے سمجھ دار آدمی ہیں وہ آپ کو خود بتادیں گے اور سمجھ لیا کہ میں تو دونوں طرف سے بری الذمہ ہوں۔ یہ بھی ایک سوچا جا سکتا تھا مگر میں یہ نہیں سوچتا۔ دماغ میں یہ احتمال پیدا ہوا بھی ہے لیکن یہ احتمال میں زبردستی رد کرتا ہوں کیونکہ اس صورت میں مجھے ہر قدم پر اس کی نیت پر حملہ کرنا پڑے گا لیکن بے وقوفی اس حد تک کہ ان سب باتوں کے متعلق علم ہونا چاہئے جو جامعہ کے ایک بچے کو بھی علم ہونا چاہئے کہ یہ باتیں نظام سلسلہ کے خلاف ہیں۔ ان پر اپنی ذمہ داری محسوس کرنے کی بجائے اس ذمہ داری کو اپنے افسر بالا کی طرف انسان منتقل کرتا چلا جائے اوراس پر خاموش بیٹھا رہے اور جماعت میں ہر دلعزیز رہے۔ یہ بہت خطرناک بات ہے اگر یہ بے وقوفی کا فتنہ ہے تو بہت ہی سخت فتنہ ہے۔ ایسا مبلغ جو قابل اعتراض باتوں پر ٹوکتا ہواور سختی سے آگے مقابلہ کرتا ہووہ ہر دلعزیز نہیں رہ سکتا اس کے خلاف باتیں آنی شروع ہوجاتی ہیں۔ ساری جماعت اس کی تائید میں ہو کہ جی! بہت ہی بہترین خدمت کرنے والا ہواور باتیں یہ کررہی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی قصور کہیں واقعہ ہوا ہے۔ جماعت تو اس حد تک پکڑے گی جس حد تک بے وقوفی کے نتائج سامنے آئیں گے۔ اگر نیت کا بھی فتور ہے تو جماعت کی پکڑ پر معاملہ ختم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ جاری رہے گی کیونکہ وہ نیتوں کی کنہہ تک پہنچتا ہے اور پھر اس سلسلے کو جاری رکھتا ہے جب تک کہ اس شخص کی نیتیں کڑوے پھل بن کر اس کے سامنے ظاہر نہیں ہوجاتیں اس لئے نیتوں کے معاملے میں مجھ سے معافی نہ مانگیں۔ نہ میں اس میں دخل دیتا ہوں۔ نہ مجھے معافی کا حق ہے۔ خدا سے معافی مانگیں اوراپنے آپ کو ٹٹولیں۔ مجھ پر الزام بے شک لگائیں کہ ضرورت سے زیادہ سختی کی ہم تو سادگی میں باتیں کرتے تھے۔ مجھے اس الزام کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں جماعت کو کسی فتنے میں ملوث نہیں ہونے دوں گا اور تازندگی یہ میرا عہد ہے کہ خدا کی قسم! **میرا ذرہ ذرہ بھی اس راہ میں فنا ہو جائے، ساری**

دنیا مجھ پر لعنتیں ڈالے مگر میں خدا کی لعنت کو قبول نہیں کرسکتا اور جہاں تک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس نظام کا تعلق ہے اس کی حفاظت میں ہمیشہ سینہ سپر رہوں گا۔آپ بھی میرے لئے دعا کریں اور اپنے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اجتماعی رنگ میں اس عہد کو تادم آخر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بات جس کا میں نے کہا تھا میں بعد میں ذکر کروں گا وہ میرے ذہن سے اتر گئی تھی۔ یہ جو فرضی کہانی ہے کہ ۴ لاکھ کے قریب جماعت سویڈن کا چندہ ہے اور اس میں سے ایک لاکھ بھی مالمو پر خرچ نہیں ہوتا۔اس کا Break Down اب میں آپ کو بتا دیتا ہوں تا کہ یہ بتاؤں کہ ان میں سے کسی نے اتنی بھی عقل نہیں کی کہ دیکھ تو لیں کہ واقعاتی طور پر حقائق کیا ہیں۔اعداد و شمار کیا ہیں۔

سویڈن کی جماعت کا چندہ گزشتہ ۳ سال سے گر رہا ہے۔یہ بھی میرا خیال ہے ان باتوں کی ہی نحوست ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور ۴ لاکھ تک کبھی بھی نہیں پہنچا۔سارے شامل کر کے بھی نہیں پہنچا۔جماعت کے خرچ کو چلانے کے لئے مرکز اپنے حصہ سے جو حصہ مرکز کہلاتا ہے۔جس کا تعلق خالصۃً مرکز کے فیصلے پر ہے جس جگہ چاہے خرچ کرے۔اس ملک میں کرے۔دنیا میں کہیں اور کرے اور اس ملک کا تعلق نہیں رہتا۔اسے اگر شامل بھی کر دیا جائے یعنی ابھی نکالا نہ جائے تو کل چندہ جو جماعت مالمو نے ادا کیا تھا وہ سال ۹۰۔۹۱ء میں ایک لاکھ ۶۱ ہزار ۴۰۸ کرونہ تھے۔اس میں سے حصہ مرکز جس کا مقامی طور پر کوئی حق نہیں ہوتا۔اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ ۶۰ ہزار ۶۴۴ ہے۔گویا انہوں نے لازمی چندہ جات تحریک جدید، وقف جدید وغیرہ میں جو کل ادا کیا وہ ایک لاکھ ۶۴ ۷ کرونہ تھا۔اب اس کو یاد رکھ لیجئے۔سارے سال میں وہ چندہ اگر ۱۰۰ فیصدی ان کی جماعت پر خرچ کیا جائے تو ایک لاکھ ۶۴ ۷ بنتا ہے۔اس کے مقابل پر سال ۹۰۔۹۱ء میں مالمو پر خرچ ایک لاکھ ۳۸ ہزار ۳۰۳ تھا اور اس کے علاوہ مرمت مشن کے لئے ۴۰ ہزار کرونز الگ مرکز نے دیا گویا ایک لاکھ ۸۷ ہزار ۳۰۳ ان پر خرچ ہوا۔ان کی طرف سے کل چندہ ایک لاکھ ۶۱ ہزار ادا کیا گیا۔حصہ مرکز نکالا جائے جیسا کہ ہر جگہ سے نکالا جاتا ہے تو پیچھے ایک لاکھ ۶۴ ۷ ان کا حصہ ہے۔ایک لاکھ ۸۷ ہزار ان پر خرچ ہو رہا ہے اور ابھی مانگ رہے ہیں کہ باقی ہمارا واپس کرو۔وہ کونسا باقی ہے؟ کہاں سے آیا یہ تو ویسی بات ہے جیسے ایک اندھے کے ساتھ مل کر کسی نے حلوہ کھایا تھا تو تھوڑی دیر کے بعد اندھے کو خیال آیا کہ یہ آنکھوں

والا ہے تیز نہ کھا رہا ہو اس نے تیزی سے شروع کر دیا اور پھر خیال آیا کہ ہوسکتا ہے وہ دو ہاتھوں سے کھا رہا ہو مجھے کیا پتہ ہے۔ اس نے دو ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔ پھر خیال آیا کہ میں اندھا ہوں مجھے کیا پتہ ہوسکتا ہے کوئی اور تدبیر کر رہا ہو تو حلوہ اٹھا کر ایک طرف بیٹھ گیا کہ باقی میرا حصہ ہے تو مالمو کی جماعت کا اندھا پن تو اس مقام پر پہنچ گیا ہے۔ دیکھا ہی نہیں کہ ہم کتنا دیتے ہیں۔ کتنا ہم پر خرچ ہو رہا ہے اور آپ باقی اٹھانے کی فکر میں ہیں کہ جی! جو کچھ مرکز والے اور سارے ہمارا کھا چکے ہو اب باقی ہمارا حصہ ہمیں واپس کر دو۔

عقل کی کمی، تقویٰ کی کمی یہ دونوں طرح جہالت ہے اور نتیجہ وہی اندھیرا ہے جس اندھیرے سے اسلام بدنصیبوں کو نکال کر روشنی میں لے کر آیا تھا اور دلوں کے ٹیڑھے پن پھر لوگوں کو واپس انہی اندھیروں میں لے کر چلے جاتے ہیں۔ ساری عالمی جماعت کو اپنے لئے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے ۱۴۰۰ سال کے بعد جس روشنی کو دوبارہ ثریا سے کھینچ کر نیچے اتارا ہے اور جو محمد رسول اللہ ﷺ کے نور کی روشنی ہے کبھی بھی دوبارہ قیامت تک اٹھنے نہیں دیں گے چمٹے رہیں گے۔ جان بھی جائے گی تو اس کو جانے نہیں دیں گے۔ ان اندھیروں کو کبھی قبول نہیں کریں گے۔ ان کے سایوں کو بھی کبھی قبول نہیں کریں گے جن کو جاہلیت کے اندھیرے کہا جاتا ہے۔ آمین